سید محمد معاویہ بخاری

ابتلاء و آزمائش کے مشکل مرحلے

کہنے کو کہانیاں اور سننے کو داستانیں بہت ہیں مگر ایک ماہ پر محیط جامعہ حفصہ للبنات کی طالبات کا احتجاج زبانوں کی چراگاہ میں خرام کرتی کہانیوں اور داستانوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ ۲۰ر جنوری کو مسجد امیر حمزہ کے انہدام کے بعد وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں کشیدگی کی جو فضا تیار ہوگئی تھی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق علماء کی بروقت مداخلت، حکومتی زعماء سے مذاکرات اور فریقین کے مابین افہام وتفہیم سے معاملات طے کرنے کے مستحسن اقدام نے اسے کسی حد تک بہتر ضرور بنادیا ہے تاہم ابھی تک جامعہ حفصہ کی طالبات کو اس بات پر آمادہ نہیں کیا جاسکا کہ وہ بچوں کی لائبریری پر اپنے یک طرفہ قبضے کو ختم کردیں۔ چنانچہ اس اعتبار سے صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ چنگاری دبی ضرور ہے مگر قضیہ پوری طرح ختم نہیں ہوا۔ اور بات گھنٹوں کی مہلت میں اٹکی ہوئی ہے۔

گزشتہ ایک ماہ کے دوران یہ تشویشناک صورت حال مرحلہ وار کس طرح ترتیب پاتی رہی اس کا پس منظر جانے بغیر حقیقت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔ یوں تو مسلمانانِ عالم کے لئے ابتلاء وآزمائش کے سلسلے ابتداء سے جاری وساری ہیں مگر نو گیارہ کے بعد جس ہمہ جہتی کروسیڈی جنگی حکمت عملی کے تحت اہل اسلام کو نشانہ بنایا جارہا ہے موجودہ افسوس ناک واقعات اسی کا شاخسانہ ہیں نام نہاد دہشت گردی کے عنوان سے جو اسلام مخالف مہم آغاز ہوئی ہے اس کا مقصد دین اسلام سے وابستہ اس قافلۂ سخت جاں کا نام ونشان تک مٹادینا ہے جس نے روشن ضمیر اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حفاظت دین کا فریضہ ادا کرنے میں اپنی جانی، مالی، علمی وفکری صلاحیتیں وقف کررکھی ہیں۔ عالمی سازش گر برسوں کی سوچ بچار کے بعد ہی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جب تک ظلم و جبر کے قانون سے اہل دین کو محصور نہیں کردیا جاتا تب تک ان کے ناپاک عزائم کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ منتخب حکومتوں کی تبدیلی کے بعد من چاہے مقتدروں کو زمام کار سونپ کر خوف و دہشت کا ماحول پیدا کیا گیا، سرکردہ علماء کی ٹارگٹ کلنگ، تنظیمات پر پابندی، مساجد و مدارس کی نگرانی، غیر ملکی طلباء کے قیام پر قدغن، نصاب تعلیم میں تغیر، میڈیائی آزادی، منکرات کی جبری اور علانیہ تشہیر، ویلنٹائن ڈے، بسنت، میراتھن دوڑ، نیو ایئر کی تقریبات کا جبری انعقاد، حقوق نسواں کے حوالے سے پروپیگنڈا مہم، حدود اللہ کے خلاف زبان درازی وقانون سازی، اقلیتوں کے حقوق کی آڑ میں اکثریت کے حقوق کی پامالی، الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ جیسے بے ضرر اور خدمت خلق سے وابستہ فلاحی اداروں پر پابندیاں۔ یہ وہ اقدامات ہیں جن کی ریہرسل نو گیارہ کے بعد ایک تسلسل کے ساتھ ہورہی ہے۔ اور مذکورہ بالا اقدامات کے ماتھے پر انتہا پسندی کے خاتمہ کا سائن بورڈ آویزاں کردیا گیا ہے۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی شاہراہت تعمیر کرتے ہوئے راہ میں آنے والی ہر مزاحمت دہشت گردی قرار پائی ہے اور اب روشن خیالی کے توسیعی ایجنڈے کی زد میں اسلام آباد کی وہ مساجد و مدارس بھی ہیں جنہیں ناجائز تجاوزات بتایا جارہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ سلسلہ صرف اسلام آباد تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا دائرۂ کار مزید وسعت اختیار کرتے ہوئے صوبائی دارالحکومتوں اور بعد ازاں تمام چھوٹے بڑے شہروں تک پھیلے گا۔ مرکزی شاہراہوں اور تجارتی سنٹروں کے بیچ امن وراحت اور تعلق مع اللہ کی علامت کعبہ کی بیٹیاں، ''مساجد'' جو ابھی

تک پانچ وقت بہ آواز بلند رب کائنات کی کبریائی بیان کرنے کا ذریعہ ہیں، جہاں ابھی تک کروڑوں لوگ اپنے معبود کے حضور سربسجود ہونے کھنچے چلے آتے ہیں، جہاں ابھی تک صلوٰۃ جمعہ کا اہتمام ہوتا ہے اور علماء وخطباء حضرات دین کا پیغام سناتے ہیں۔ کفر کو کفر اور ظلم کو ظلم بتا کر ظالم و کافر کا فرق واضح کرتے ہیں، اہل اسلام کو اپنے عقائد کی بنیاد مضبوط بنانے کی ترغیب دیتے اور تلقین کرتے ہیں۔ اسے بنیاد پرستی اور انتہا پسندی کے مذموم الزامات سے معنون کیا جارہا ہے۔ واشنگٹن کی عالی بارگاہ سے حکم صادر ہوا ہے کہ اب یہ سب کچھ برداشت نہیں۔ لہٰذا فوری طور پر ان عناصر کی مشکیں کس دی جائیں جو قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرنے سے باز نہیں آتے۔ معتبر ذرائع تصدیق کرتے ہیں کہ اس بارے میں منصوبہ بندی گزشتہ کئی برسوں سے جاری تھی لیکن نو گیارہ کے بعد جب افغانستان و پاکستان کو برائی کا محور قرار دے کر اہل دین کا محاصرہ شروع ہوا تو ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی زور پکڑتا گیا کہ مملکت خداداد پاکستان کے حساس علاقوں میں واقع مساجد و مدارس کا بندوبست بھی کیا جائے۔ چنانچہ کہا گیا کہ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد ایک حساس علاقہ ہے جہاں ایوان صدر بھی ہے اور وزیراعظم ہاؤس بھی، پارلیمنٹ بھی ہے اور عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ بھی، امراء کے لگژری بنگلے بھی ہیں اور دیگر ممالک کے سفارت خانے بھی۔ بالخصوص تمام مذمومات کا ذمہ دار ''منی پینٹا گان'' امریکی سفارت خانہ۔ اسلام آباد کی شاہراہوں پر ہمہ وقت وی آئی پیز کی مومنٹ بھی رہتی ہے اور روشن خیالوں کے بدمست غول بھی خرام ناز کرنے نکل آتے ہیں اور اسی ماحول کے اطراف میں بنیاد پرستوں، انتہا پسندوں کی آماجگاہ مساجد و مدارس بھی موجود ہیں۔ انہی ٹھکانوں سے وہ سادہ لوح عمامہ پوش بھی نکلتے ہیں عہد جدید کی ڈکشنری میں جنہیں دہشت گرد کہا جاتا ہے اور یہیں سے حجاب میں مستور وہ 7 ہزار بیٹیاں قرآن اور کتب حدیث ہاتھوں میں اٹھائے گزرتی ہیں۔ جنہیں دیکھتے ہی روشن خیالوں کی طبع نازک بوجھل ہو جاتی ہے۔ اور تصادم کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا حکم صادر ہوا کہ اس سے پہلے کہ پاکستان کے نوتعمیر شدہ سوفٹ امیج کے چہرے پر خراشیں پڑ جائیں۔ کوئی بندوبست ضرور کر لیا جائے۔ یہ تأثر شاید کسی حد تک درست ہے کہ حکمران جماعت کے چند مدبرین کو روشن خیال قتالہ کے ناز نعم اس حد تک اٹھانا گوارا نہیں تھا اور حسن ظن یہی ہے کہ شاید اب بھی نہ ہو۔ چنانچہ بات ٹلتی رہی۔ لیکن معاملات ان حکومتی ارکان کے اختیار کی حدوں کو تجاوز کرتے ہوئے کہیں اور جا اٹکے ہیں جہاں ہر حکم آخری ہوتا ہے۔ دوسری طرف سے امریکی سرکار کا اصرار تھا کہ بڑھتا رہا۔ تاخیر کا وقفہ دراز ہوا تو جفا شعار دوست نما دشمن کی آنکھیں ابلنے لگیں۔ وہ دشمن جس کی دوستی سے اجتناب کا حکم خالق کائنات نے دے رکھا ہے۔ ہم نے اسے ہی اپنا ملجا و ماویٰ بنالیا۔ کتابِ ہدایت کی تنبیہ کے باوجود اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا۔ حالانکہ ہمیں اچھی طرح معلوم تھا اور ہے کہ جب تک ہم اس کے سانچے میں پوری طرح ڈھل نہیں جاتے اس کی دوستی خراج مانگتی رہے گی۔ اور پھر ایسا ہی ہوا کہ تعمیل حکم میں تاخیر برداشت نہیں کی گئی اور اس دوست نما دشمن نے اپنی گرفت میں آئی کلائی موڑ کر ہماری پشت سے لگادی۔ اب درد کی شدت سے چیخیں بھی نکل رہی ہیں اور آنسو بھی مگر ظالم دوست کی گرفت نرم ہونے کے بجائے اور کھچاؤ پیدا کرتی جارہی ہے۔ کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی C.D.A کو اچانک الہام نہیں ہوا ہے کہ اسلام آباد میں واقع مساجد غیر قانونی نقشوں پر تعمیر کی گئی ہیں۔ لہٰذا ناجائز تجاوزات میں شمار ہوتی ہیں۔ بلکہ اس کا پس منظر وہی ہے جو گزشتہ سطور میں بیان کر دیا گیا ہے۔ ۲۰ر جنوری کو مسجد حمزہ منہدم کردی گئی تھی اور باقی تمام

۸۰ مساجد و مدارس کے منتظمین کے نام بھی فوری انخلاء کے نوٹس جاری کردیئے گئے۔ اور اب منتظمین مسجد و مدرسہ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ جگہ فوراً خالی کردو ورنہ طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔ جامعہ حفصہ للبنات کی انتظامیہ اور طالبات کا احتجاج اس مہم کے خلاف تھا اور ابھی تک ہے۔ مگر ان کے مطالبات کی فہرست میں اسلامی نظام کے فوری نفاذ سمیت دیگر کئی مطالبوں سے قطع نظر سب سے اہم اور درست مطالبہ مساجد و مدارس کے جبری انہدام کو نہ صرف فی الفور روکنے کا ہے بلکہ آئندہ بھی ایسی کارروائی نہ ہونے کی ضمانت کے ساتھ مشروط ہے۔ ذرائع ابلاغ کی اطلاعات یہ تھیں کہ فی الوقت یہ مطالبہ کسی حد تک تسلیم کرلیا گیا ہے۔ وفاقی وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق اور علماء کرام کے توسط سے ایک معاہدہ طے پا گیا ہے۔ جس کے تحت مسجد امیر حمزہ کی دوبارہ تعمیر کا نہ صرف اجازت نامہ مل گیا ہے بلکہ اس کا سنگِ بنیاد بھی رکھ دیا گیا ہے اور شاید حکومتی سطح پر یقین دہانی بھی کرائی گئی کہ اس تنازعہ کو مزید نہیں بڑھایا جائے گا۔ کسی بڑے تصادم کے خطرے کو ٹالنے کے لئے کی گئی یہ ساری کوششیں یقیناً قابل قدر و قابل ستائش ہیں۔ لیکن تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں کہ بعض ناعاقبت اندیشوں نے معاملہ پھر الجھا دیا ہے اور بات بگڑ گئی ہے۔ چلڈرن لائبریری سے طالبات کا قبضہ ختم کرانے کے لیے ۴۸ گھنٹے کی مہلت دی گئی ہے۔ بصورت دیگر سنگین نتائج کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ سیکورٹی فورسز کا گھیراؤ ظاہر کرتا ہے کہ صورت حال ایک بار پھر تشویش ناک مرحلے تک آگئی ہے۔ کوئی نادیدہ قوت بہرصورت تصادم اور خونریزی چاہتی ہے۔ مولانا عبدالعزیز اور جامعہ حفصہ کی طالبات کو سمجھانے والے علماء حضرات بھی اپنی کوششوں کو ناکام ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں مولانا عبدالعزیز یا جامعہ حفصہ کی پرعزم طالبات کے جذبات کا پوری طرح احساس ہے لیکن انھیں یہ بات بھی سمجھنی چاہیے کہ حکومت سے براہِ راست تصادم کا عزم دانش مندانہ فیصلہ ہرگز نہیں کہلائے گا اور نہ ہی اس کے نتائج ایسے ہوں گے جنھیں خوش کن کیفیات سے تعبیر کیا جا سکے۔ مساجد کے حوالہ سے حکومت کا مؤقف اپنی جگہ درست بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی چند سوال جواب طلب رہ جاتے ہیں۔ سی ڈی اے کے ریکارڈ میں کتنی فائلیں ایسی ہیں جن میں غیر قانونی پلازوں سمیت دیگر سینکڑوں ناجائز تعمیرات کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ آخر ان میں سے کبھی کوئی فائل سی ڈی اے کے ذمہ داروں کے زیرِ غور کیوں نہیں آئی؟ حالانکہ یہ بات ذرائع ابلاغ کی تحقیقاتی رپورٹوں میں ثابت ہوچکی ہے کہ ان ناجائز تعمیرات کی زد میں اسلام آباد کے لئے منظور شدہ پارک اور گرین بیلٹ کے علاقے اعلیٰ سطحی ملی بھگت کے ساتھ فروخت کردیئے گئے۔ اسلام آباد کی انتظامیہ کو ناجائز تجاوزات کی مد میں صرف مساجد و مدارس ہی کیوں نظر آتے ہیں۔ اگر ناجائز تجاوزات کا خاتمہ ہی کرنا ہے تو پہلے اربوں کھربوں روپے مالیت کے ان غیر قانونی پلازوں، رہائشی ٹاوروں اور عیاشی کے لئے مخصوص عمارات کو ہدف کیوں نہیں بنایا جاتا۔ حکومتی عمائدین اگر حسن تدبر اور اخلاص سے معاملہ سلجھانا چاہتے تو مساجد کو بحال رکھنے کا فیصلہ کرلیا جاتا۔ لیکن طے شدہ حالیہ معاملات میں یہ بات کہیں دکھائی نہیں دیتی کہ اسلام آباد انتظامیہ تعمیر شدہ مساجد و مدارس کو جاری کئے گئے نوٹس واپس لے لے گی۔ اس کا دوسرا مطلب یہی ہے کہ معاملہ دبا ضرور ہے مگر ختم ہرگز نہیں ہوا اور عین ممکن ہے ایک مختصر وقفے کے بعد نئے اقدامات کا سلسلہ شروع ہوجائے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر شاید صورت حال ایسی نہیں ہوگی کہ اعجاز الحق صاحب بھی کوئی کردار ادا کرسکیں۔ آنے والا وقت اہل دین کے لئے ابتلاء و آزمائش کے انتہائی مشکل مراحل پر مشتمل ہے۔ اللہ رحم کرے۔